امیج

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

انتساب

مرحومہ قمر جہاں شہناز

کے نام!

انہیں راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک پوچھا، ترا ہمسفر کہاں ہے

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

http://www.hallagulla.com/urdu/

فہرست

نمبر شمار	امیج	صفحہ نمبر
1	یہ چاندنی بھی جس کو چھوتے ہوئے ڈرتی ہے	6
2	ہماری شہرتوں کی موت بے نام ونشاں ہوگی	6-7
3	کوئی نہ جان سکا وہ کہاں سے آیا تھا	8
4	ہمارا درد ہماری دکھی نوا سے لڑے	8-9
5	آیا ہی نہیں ہم کو آہستہ گزر جانا	9-10
6	میں نگار فکر و نگاہ کو بھول کر بھی صدا نہ دو	10-11
7	محفل مے کشاں کوچہ دلبراں	11-12
8	خوشبو کو تتلیوں کے پروں میں چھپاؤں گا	12-14
9	وقت رخصت کہیں تارے کہیں جگنو	14-15
10	چاند ہاتھ میں بھر کر جگنوؤں کے سر کاٹو	15-16
11	وہ نہیں ہے تو اس کی آس رہے	16
12	پھول سا کچھ کلام اور سہی	17
13	سب آنے والے بہلا کر چلے گئے	17-18
14	جو ادھر سے جا رہا ہے وہی مجھ پہ مہربان ہے	18
15	زخم یوں مسکرا کے کھلتے ہیں	19
16	دہکتی دھوپ سمندر رہے یہ جزیرے ہیں	19-20
17	دہکتے نیزوں سے یہ رات وار کرے گی	20-21
18	اڑتی کرنوں کی رفتار تیز تر نیلے بادلوں	21-22
19	ہم کو بھی اپنی موت کا یقین ہے	22-23
20	اس زخمی پیاسے کو اس طرح پلا دینا	23-24

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

21	صورت شمع ساری رات جلو	24
22	بدر دو آنکھیں بہت ڈھونڈ رہی ہیں تم کو	25
23	کوئی جاتا ہے یہاں سے نہ کوئی آتا ہے	26
24	دھوپ کھیتوں میں اتر کر زعفرانی ہوگئی	27
25	اپنے پہاڑ غیروں کے گلزار ہوگئے	27-28
26	تم کو دیکھا کہ کدھر گئے تارے	28
27	الزام بے وفائی کے ان کو دے رہا ہوں	29
28	مسافر کے رستے بدلتے رہے	29-30
29	تاروں کی چلمنوں سے کوئی جھانکتا بھی ہو	30
30	جگنو کوئی ستاروں کی محفل میں کھو گیا	31
31	سورج بھی بندھا ہوگا دیکھو میرے بازوؤں میں	31-32
32	گلوں کی طرح ہم نے زندگی کو اس قدر جانا	32
33	کہاں آنسوؤں کی یہ سوغات ہوگی	32-33
34	سر سے چادر بدن سے قبا لے گئی	33-34
35	سینے میں آگ آگ میں آہن بھی چاہیئے	34
36	رات کے سمندر میں ڈوب گئی شام	34-35
37	کوئی ہاتھ نہیں خالی ہے	35-36
38	گاؤں چھوڑا تو کئی آنکھوں میں کاجل پھیلا	36-37
39	وہ پیاسے جھونکے بہت پیاسے لوٹ جاتے ہیں	37-38
40	ہم سے مسافروں کا سفر انتظار ہے	38-39
41	سوئے شجر لرز اٹھے جیسے کہ ڈر گئے	39-40
42	سورج مکھی کے گالوں پہ تازہ گلاب ہے	40-41
43	زمین سے آنچ توڑ کر نکلتی ہے	41
44	چل مسافر بتیاں جلنے لگیں	41-42

45	مجھے بھلائے کبھی یاد کر کے روئے بھی	42-43
46	سبز پتے دھوپ کی یہ آگ جب پی جائیں گے	43-44
47	ہر روز ہمیں ملنا ہر روز بچھڑنا ہے	44
48	ہوا میں ڈھونڈ رہی ہے کوئی صدا مجھ کو	44-45
49	پتھر کے جگر والوں غم میں روانی ہے	45-46
50	ہمارے واسطے یہ چار دن کی شہرت کیا	46-47
51	دماغ بھی کوئی مصروف چھاپہ خانہ ہے	47-48
52	اپنی جگہ جمے ہے کہنے کو کہہ رہے تھے	48
53	جب سحر چپ ہو تو ہنسا لو ہم کو	48-49
54	شعلہ گل گلاب شعلہ کیا	49
55	جب تک نگار دشت کا سینہ دکھانہ تھا	50
56	لہو پکارتا ہے روشنی کے پیکر دے	50-51
57	کسے خبر تھی تجھے اس طرح سجاؤں گا	51-52
58	سورج مکھی کے گلابوں پہ تازہ گلاب	52-53
59	خفتہ شجر لرز اٹھے جیسے کہ ڈر گئے	53-54
60	اب ہے ٹوٹا سا دل خود سے بیزار سا	54
61	خوشبو کی طرح آیا وہ تیز ہواؤں میں	55-56
62	شبنم ہوں سرخ پھولوں پہ بکھرا ہوا ہوں میں	56
63	سائے اترے پنچھی لوٹے	57
64	چاند کا ٹکرا نہ سورج کا نمائندہ ہوں	58
65	قدم جمانا ہے اور سب کے ساتھ چلنا بھی	58-59
66	یاد خود کو آرہے ہیں ہم	59-60
67	ہمہ وقت رنج وملال کیا جو گزر گیا سو گزر گیا	60-61

☆

یہ چاندنی بھی جن کو چھوتے ہوئے ڈرتی ہے
دنیا انہی پھولوں کو پیروں سے مسلتی ہے

شہرت کی بلندی بھی پل بھر کا تماشہ ہے
جس ڈال پہ بیٹھے ہو وہ ٹوٹ بھی سکتی

لوبان میں چنگاری جیسے کوئی رکھ جائے
یوں یاد تری شب بھر سینے میں سلگتی ہے

آ جاتا ہے خود کھینچ کر دل سینے سے پٹری پر
جب رات کی سرحد سے اک ریل گزرتی ہے

آنسو کبھی پلکوں پر تا دیر نہیں رکتے
اڑ جاتے ہیں یہ پنچھی جب شاخ لچکتی ہے

خوش رنگ پرندوں کے لوٹ آنے کے دن آئے
بچھڑے ہوئے ملتے ہیں جب برف پگھلتی ہے

☆☆☆☆☆

ہماری شہرتوں کی موت بے نام و نشاں ہوگی
نہ کوئی تذکرہ ہوگا نہ کوئی داستاں ہوگی

اگر میں لوٹنا چاہوں تو کیا میں لوٹ سکتا ہوں
وہ دنیا جو ساتھ جو میرے چلی تھی اب کہاں ہوگی

پرندے اپنی منقاروں میں سب تارے چھپا لیں گے
جوانی چار دن کی چاندنی ہے پھر کہاں ہوگی

درختوں کی یہ چھالیں بھی اتر جائیں گی پتے کیا
یہ دنیا دھیرے دھیرے ایک دن پھر سے جواں ہوگی

ہوائیں روئیں گی سر پھوڑ لیں گی ان پہاڑوں سے
کبھی جب بادلوں میں چاند کی ڈولی رواں ہوگی

کسے معلوم تھا ہم لوگ اک بستر پر سوئیں گے
حفاظت کے لئے تلوار اپنے درمیاں ہوگی

پسینہ بند کمرے کی امس کا جذب ہے اس میں
ہمارے تولیے میں دھوپ کی خوشبو کہاں ہوگی

کسی گمنام پتھر پر بہت سے نام لکھ دو گے
تو قربانی ہماری اس طرح سے جاوداں ہوگی

زمینیں تو میری اجراد نے ساری گنوادی ہیں
مگر یہ ایک مٹھی خاک خود اپنا نشاں ہوگی

سمندر بوڑھے ہو جائیں گے اور اک فاحشہ مچھلی
ہمارے ساحلوں اور جنگلوں کی حکمراں ہوگی

☆☆☆☆☆

کوئی نہ جان سکا وہ کہاں سے آیا تھا
اور اس نے دھوپ سے بادل کو کیوں ملایا تھا

یہ بات شاید لوگوں کو پسند آئی نہیں
مکاں چھوٹا تھا لیکن بہت سجایا تھا

وہ اب وہاں ہے جہاں روستے نہیں جاتے
میں جس کے ساتھ یہاں پچھلے سال آیا تھا

سنا ہے اس پہ چہکنے لگے پرندے بھی
وہ ایک پودا جو ہم نے کبھی لگایا تھا

چراغ ڈوب گئے کپکپائے ہونٹوں پر
کسی کا ہاتھ ہمارے لبوں تک آیا تھا

بدن کو چھوڑ کے جانا ہے آسمان کی طرف
سمندروں نے ہمیں یہ سبق پڑھایا تھا

تمام عمر مرا دم اسی دھوئیں میں گھٹا
وہ اک چراغ تھا میں نے اسے بجھایا تھا

☆☆☆☆☆

ہمارا درد ہماری دکھی نوا سے لڑے
سلگتی آگ کبھی سرپھری ہوا سے لڑے

میں جانتا ہوں کہ انجام کار گیا ہوگا
اکیلا پتہ اگر رات بھر ہوا سے لڑے

مرے عزیز مجھے قتل کر کے پھینک آتے
بھلا ہوا کہ مرے لب مری صدا سے لڑے

سنہری مچھلیاں بادل میں کوند جاتی ہیں
بدن وہی ہے جو بندش میں بھی قبا سے لڑے

سیاہ برف میں ٹھٹھرتی ہے کائنات مری
کوئی ستارہ اٹھے ٹوٹ کر خلا سے لڑے

تمام رات کی خونریز جنگ کا حاصل
بہت اندھیرا تھا اپنے ہی دست و پا سے لڑے

تمہارے شہر میں کیا ہو گیا تھا جس کے لئے
بشیر روتے رہے رات بھر خدا سے لڑے

☆☆☆☆☆

آیا ہی نہیں ہم کو آہستہ گزر جانا
شیشے کا مقدر ہے ٹکرا کے بکھر جانا

تاروں کی طرح شب کے سینے میں اتر جانا
آہٹ نہ ہو قدموں کی اس طرح گزر جانا

نشے میں سنبھلنے کا فن یوں ہی نہیں آیا
ان زلفوں سے سیکھا ہے لہرا کے سنور جانا

بھر جائیں گے آنکھوں میں آنچل سے بندھے بادل
یاد آئے گا جب گل پر شبنم کا بکھر جانا

ہر موڑ پہ دو آنکھیں ہم سے یہی کہتی ہیں
جس طرح بھی ممکن ہو تم لوٹ کے گھر جانا

پتھر کو مرا سایہ آئینہ سا چمکا دے
جانا تو مرا شیشہ یوں درد سے بھر جانا

یہ چاند ستارے تم اوروں کے لئے رکھ لو
ہم کو یہی جینا ہے ہم کو یہی مر جانا

جب ٹوٹ گیا رشتہ سر سبز پہاڑوں سے
پھر تیز ہوا جانے ہم کو ہے کدھر جانا

☆☆☆☆☆

میں نگار فکر و نگار کو بھی بھول کر بھی صدا نہ دُوں
یہ عجیب شرط وفا ہوئی کہ جو تم کہوں میں وہی کہو گا

کئی اجنبی تری راہ میں مرے پاس سے یوں گذر گئے
جنہیں دیکھ کر یہ تڑپ ہوئی ترا نام لے کے پکار لوں

www.HallaGulla.com Virtual Home for Real People

مری آرزو ہے کہ ایک رات بس ایک چاندنی رات میں
میں خموش برف کی وادیوں کی اُداس بانہوں میں سو رہوں

یہ ہوا نہ جانے کہاں کہاں بھری دو پہر میں لئے پھرے
مرے برگ دل ذرا ٹھہر جا تجھے آنسوؤں سے میں سینچ لوں

کس مصلحت سے بہار خود مرے لب کے پاس ٹھہری ہو گئی
مری آرزو تھی خزاں کے خشک اداس ہونٹوں کو چوم لُوں

یہ سفید پھول کی چادریں نمِ شبنمی کا بُنا کفن
مجھے کچھ نہ دو یہی رہنے دو اسی گلی کی میں خاک ہوں

میں تو آنسوؤں کا سکوت ہوں لب شعرا مجھ کو صدا نہ دے
نہ کبیرؔ ہوں، نہ نظیرؔ ہوں نہ میں میرؔ ہوں نہ بشیرؔ ہوں

☆☆☆☆☆

ہم کو کافی ہیں یہی حلقۂ زنجیرِ سخن
جاؤ مل جل کے تمہیں بانٹ لو جاگیرِ سخن

وارث ملک غزل روئے تو رو لینے دو
غسل اشکین سے ہوا کرتی ہے تطہیرِ سخن

زندگی رات ہے اور رات بھی بیمار کی رات ہے
درد بن بن کے چمکتی رہے تنویرِ سخن

گفتگو جیسے کہیں دُور غزل گائے کوئی
خاموشی جیسے کہ لب کھولے ہو تصویرِ سخن

ضبط کی دھار سے کٹ جاتا ہے آہن کا جگر
لوگ پھولوں پہ رواں کرتے ہیں شمشیرِ سخن

ہم بھی آئینہ صفت تھے کبھی لیکن اب تو
اپنے ماتھے پہ اُبھر آئی ہے تحریرِ سخن

ہم جو مٹ جائیں گے مٹ جائے گی تہذیبِ غزل
اپنی تقدیر میں پوشیدہ ہے تقدیرِ سخن

واہ وا کیسی میاں آہ بھی کرنی ہو محال
واقعی سینے میں لگ جائے اگر تیرِ سخن

بدؔر ہر فرد کو انساں نہیں کہہ سکتے
بدؔر ہر شعر میں ہوتی نہیں تاثیرِ سخن

☆☆☆☆☆

محفلِ مے کشاں، کوچہ دلبراں
ہر جگہ ہو لئے اب چلیں دل کہاں

مصلحت چاہتی ہے کہ منزل ملے
اور دل ڈھونڈتا ہے کوئی کارواں

چاندنی بھی مری طرح حیرت میں ہے
چھپ گیا کوئی آواز دے کر کہاں

جا پانی پہچانی ہے ہر ادا، ہر نظر
ہاں، مگر یہ نہیں یاد دیکھا کہاں

رات یوں غم نے پھر دل میں آواز دی
جیسے صحرا کی مسجد میں شب کی آذاں

گرد اُڑ اُڑ کے منہ اپنا دیکھا کرے
رکھی ہے راہ میں آئینوں کی دکاں

کچھ تو میں بھی بہت دل کا کمزور ہوں
کچھ محبت بھی ہے فطرتاً بدگماں

تذکرہ کوئی ہو ذکر تیرا رہا
اول و آخرش، درمیاں درمیاں

جانے کس دیس سے دل میں آجاتے ہیں
چاندنی رات میں درد کے کارواں

درمیاں میں نہ لائیں خدا کو بھی ہم
بس وہی وہ سنے جس کی ہے داستاں

بدؔر صاحب ادھر کا رُخ کیجئے

دلی، لاہور میں شہر جادوگراں

☆☆☆☆☆

خوشبو کو تتلیوں کے پروں میں چھپاؤں گا

پھر نیلے نیلے بادلوں میں لوٹ جاؤں گا

دیوانہ وار مجھ سے لپٹ جائے گی ہوا

میں سرخ سرخ پھولوں میں جب مسکراؤں گا

سونے کے پھول پتے گریں گے زمین پر

میں زرد زرد شاخوں پہ جب گنگناؤں گا

یہ لکڑیاں جو خشک ہیں بے برگ و بار ہیں

ان کو میں اپنی آگ جلنا سکھاؤں گا

دینار خوب برسیں گے آنگن میں ساری رات

میں خواب کے شجر کی وہ شاخیں ہلاؤں گا

ڈھل جائیں گی بدن پہ جمی دھوپ کی تہیں

اپنے لہو میں آج میں ایسا نہاؤں گا

اک پل کی زندگی مجھے بے حد عزیز ہے

پلکوں پہ جھلملاؤں گا اور ٹوٹ جاؤں گا

یہ رات بھر نہ آئے گی بادل برسنے دے
میں جانتا ہوں صبح تجھے بھول جاؤں گا

اس دن بجائے اوس کے ٹپکے گا سُرخ خُون
تلوار لے کے جب میں خلاؤں میں جاؤں گا

جب رات کے سپرد مجھے کرنے آؤ گے
رومال روشنی کا ہوا میں اُڑاؤں گا

آنگن میں ننھے ننھے فرشتے لڑیں گے
بھوری شفیق آنکھوں میں میں مسکراؤں گا

☆☆☆☆☆

وقت رخصت کہیں تارے، کہیں جگنو آئے
ہات پہنانے مجھے پُھول سے بازو آئے

بس گئی ہے مرے احساس میں یہ کیسی مہک
کوئی خوشبو میں لگاؤں تیری خوشبو آئے

میں نے دن رات خُدا سے یہ دُعا مانگی تھی
کوئی آہٹ نہ ہو در پہ مرے اور تو آئے

اُس کی باتیں کہ گُل و لالہ پہ شبنم برسے
سب کو اپنانے کا اس شوخ کو جادو آئے

ان دنوں آپ کا عالم بھی عجب عالم ہے
شوخ کھایا ہوا جیسے کوئی آہو آئے

اُس نے چھو کر مجھے پتھر سے پھر انسان کیا
مُدتوں بعد مری آنکھوں میں آنسو آئے

☆☆☆☆☆

چاند ہاتھ میں بھر کر، جگنوؤں کے سر کاٹو اور آگ پر رکھ دو
قافلہ پرندوں کا جب زمین پہ گر جائے چاقوؤں کے سر رکھ دو

میں بھی اک شجر ہی ہوں جس پہ آج تک شاید پھول پھل نہیں آئے
تم مری ہتھیلی پر ایک رات چپکے سے برف کے ثمر رکھ دو

دُھوپ کا ہرا بجرا، آگ کے سمندر میں چل پڑا ہمیں لینے
نرم و گرم ہونٹوں سے بند ہوتی تتلیوں کے پر رکھ دو

چاہے کوئی موسم ہو دن گئی بہاروں کے پھر سے لوٹ آئیں گے
ایک پھول کی پتی اپنے ہونٹ پر رکھ کر میرے ہونٹ پر رکھ دو

میرا تن درختوں میں اس لئے جھلستا ہے سخت دھوپ سہتا ہے
کیا عجب تم آنکلو اور میرے کاندھوں پر تھک کے اپنا سر رکھ دو

روز تار کٹنے سے رات کے سمندر میں شہر ڈوب جاتا ہے
اس لئے ضروری ہے اک دیا جلا کر تم دل کے طاق پر رکھ دو

☆☆☆☆☆

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

وہ نہیں ہے تو اس کی آس رہے
ایک جائے تو ایک پاس ہی رہے

جب بھی کسنے لگا، اتار دیا
اس بدن پر کئی لباس رہے

ایک دن میں اگر لہو پی لُوں
کئی دن برتنوں میں باس رہے

دونوں ایک دوسرے کا منہ دیکھیں
آئینہ، آئینے کے پاس رہے

آج ہم سب کے ساتھ خوب ہنسے
اور پھر دیر تک اداس رہے

☆☆☆☆☆

پھول سا کچھ کلام اور سہی
اک غزل اس کے نام اور سہی

اس کی زلفیں بہت گھنیری ہیں
ایک شب کا قیام اور سہی

زندگی کے اداس قصے ہیں
ایک لڑکی کا نام اور سہی

کرسیوں کو سنایئے غزلیں
قتل کی ایک شام اور سہی

کپکپاتی ہے رات سینے میں
زہر کا ایک جام اور سہی

☆☆☆☆☆

سب آنے والے بہلا کر چلے گئے
آنکھوں پر شیشے چمکا کر چلے گئے

ملبے کے نیچے آ کر معلوم ہوا
سب کیسے دیوار گرا کر چلے گئے

اگر کبھی لوٹیں گے راکھ بٹوریں گے
جنگل میں جو آگ لگا کر چلے گئے

میں تھا، دن تھا اور اِک لمبا رستہ تھا
سب خیمے جب لوگ اٹھا کر چلے گئے

چٹانوں پہ آ کر ٹھہرے دو رستے
پھر آگے اِک راہ بنا کر چلے گئے

کچھ ایسے بچے بھی آئے مکتب میں
نام لکھایا نام لکھا کر چلے گئے

☆☆☆☆☆

جو ادھر سے جا رہا ہے وہی مجھ پہ مہرباں ہے
کبھی آگ پاسباں ہے کبھی دُھوپ سائباں ہے

بڑی آرزو تھی مُجھ سے کوئی خاک رو کے کہتی
اُتر آ مری زمیں پر تو ہی میرا آسماں ہے

میں اسی گماں میں برسوں بڑا مطمئن رہا ہوں
ترا جسم بے تغیر، مرا پیار جاوداں ہے

سبھی برف کے مکانوں پہ کفن بچھے ہیں لیکن
یہ دھواں بتا رہا ہے ابھی آگ جل رہی ہے

کوئی آگ جیسے کہرے میں دبی دبی سے چمکے
تری جھلملاتی آنکھوں میں عجب سا سماں ہے

انہیں راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک پوچھا ترا ہمسفر کہاں ہے

☆☆☆☆☆

زخم یوں مسکرا کر کھلتے ہیں
جیسے وہ دل کو چھو کے گزرتے ہیں

درد کا چاند آنسوؤں کے نجوم
دل کے آنگن میں آج اترے ہیں

راکھ کے ڈھیر جیسے سرد مکاں
چاند ان بدلیوں میں رہتے ہیں

آئینوں کا کوئی قصور نہیں
ان میں اپنے ہی عکس ہوتے ہیں

غور سے دیکھ خاک تنہا نہیں
ساتھ پھولوں کے رنگ اُڑتے ہیں

اب شبِ ہجر بھی نہیں آتی
ان دنوں ہم بہت اکیلے ہیں

ان سے احوالِ شب سنو صاحب
بدؔر جی رات رات گھومے ہیں

☆☆☆☆☆

دہکتی دُھوپ سمندر ہے، یہ جزیرے ہیں
گھنے درخت جو سڑکوں پہ سایہ کرتے ہیں

عجیب شہر ہے یہ اس کے آسمان پہ بھی
لہو میں ڈوبے ہوئے سرخ سرخ دوڑے ہیں

وہ کوئی اور تھا شب خون مارنے والا
ہمیں نہ مارو کہ ہم بے ضرر فرشتے ہیں

یہ پتھروں کا ہے جنگل چلو یہاں سے چلیں
ہمارے پاس تو گیلی زمیں کے پودے ہیں

پھران کے نیچے درندوں کے نام کس نے لکھے
ہمیں یقین ہے یہ سب ہمارے چہرے ہیں

عظیم دشمنو، چاقو چلاؤ موقع ہے
ہمارے ہاتھ ہماری کمر کے پیچھے ہیں

کہانیوں کی کئی باتیں سچ ہوئیں جیسے
سنہرے شہر سمندر میں بہتے رہتے ہیں

☆☆☆☆☆

دہکتے نیزوں سے یہ رات وار کردے گی
سجا کے چاند کی کشتی میں میرا سر دے گی

چڑھے گا بدن میں لہو کا فوارہ
یہ سرخ چاندنی خالی گلاس بھر دے گی

یہ نرم بلی جو سوئی ہے میرے سینے پر
میں سو گیا تو کلیجہ ہی چاک کردے گی

بدن کے پیڑ کو خود اس کی شاخ کاٹے گی
یہی تراش زمین کو نیا شجر دے گی

بہار اب کے لہو کے چڑھے سمندر کو
قلم کیئے ہوئے بازو بریدہ سر دے گی

اُسی خیال سے پتھر ہے بیچ پانی میں
کوئی تو موج گُہر کی اسے خبر دے گی

طواف دائرہ اب پہلی بار ٹوٹا ہے
یہ رہگذر ہمیں اِک اور رہگذر دے گی

چڑھا کے پیٹھ پہ بکری کے بچے گھومیں گے
یہ دنیا اب ہمیں سرکس کا شیر کر دے گی

☆☆☆☆☆

اُڑتی کرنوں کی رفتار سے تیز تر، نیلے بادلوں کے اک گاؤں میں جائیں گے
دُھوپ ماتھے پہ اپنے سجا لائیں گے سائے پلکوں کے پیچھے چھپا لائیں گے،

برف پر تیرتے روشنی کے بدن، چلتی گھڑیوں کی دو سوئیوں کی طرح
دائرے میں صدا گھومنے کے لئے آہنی محوروں میں جڑے جائیں گے

جب ذرا شام کچھ بے تکلف ہوئی، برگزیدہ فرشتوں کے پر بچ گئے
رات کا ٹیپ سورج بجا دے اگر، موم کے پاک چہرے پگھل جائیں گے

سرمئی ہڈیوں، خاکی اشجار نے لوٹنے والوں کا خیر مقدم کیا
ہم نے تو یہ سنا تھا کہ ان لوگوں پر چاند تارے بہت پھول برسائیں گے

مختلف پیچ میں اک کسی شخصیت، یاد کا پھول بن کے بکھر جائے گی
دُھوپ سے تپتپائے ہوئے ہاتھ جب، نیم کے پھول سڑکوں پہ برسائیں گے

☆☆☆☆☆

ہم کو بھی اپنی موت کا پورا یقین ہے
پر دشمنوں کے ملک میں اک مہ جبین ہے

سر پر کھڑے ہیں، چاند ستارے بہت مگر
انسان کا جو بوجھ اٹھالے زمین ہے

یہ آخری چراغ اُسی کو بجھانے دو
اس بستی میں وہ سب سے زیادہ حسین ہے

تکیے کے نیچے رکھتا ہے تصویر کی کتاب
تحریر و گفتگو میں جو اتنا متین ہے

یاروں نے جس پہ اپنی دکانیں سجائی ہیں
خوشبو بتا رہی ہے ہماری زمین ہے

☆☆☆☆☆

اس زخمی پیاسے کو اس طرح پلا دینا
پانی سے بھرا شیشہ پتھر پہ گرا دینا

ان پتوں نے گرمی بھر سائے میں ہمیں رکھا
اب ٹوٹ کے گرتے ہیں بہتر ہے دنیا جلا دینا

چھوٹے قد و قامت پہ ممکن ہے ہنسے جنگل
اِک پیڑ بہت لمبا ہے اس کو گرا دینا

ممکن ہے کہ اس طرح وحشت میں کمی آئے
خوابیدہ پرندوں پر اک گولی چلا دینا

اب دوسروں کی خوشیاں چبھنے لگیں آنکھوں میں
یہ بلب بہت روشن ہے اس کو بجھا دینا

☆☆☆☆☆

کس دیس میں یہ قافلہ وقت رُکا ہے
عارض کے اُجالے ہیں نہ زلفوں کی گھٹا ہے

کچھ میری نگاہوں کے تلے دھند بہت ہے
کچھ جشن چراغاں سے اندھیرا ابھی بڑھا ہے

میں نے تیری باتوں کو کبھی جھوٹ کہا تھا
اس جرم پہ ہر جھوٹ کو سچ مان لیا ہے

اے شوخ غزالو، یہاں دو پھول تو رکھ دو
اس قبر میں خوابیدہ محبت کا خدا ہے

کچھ دیر میں سالوں کی یہ آہٹ نہ ملے گی
دل رات کے سناٹے می ں یوں ڈوب رہا ہے

☆☆☆☆☆

صورت شمع ساری رات جلو
صبح لیکن مثال غنچہ ہنسو

چاند کا داغ دیکھنے والو
اپنے دامن کے داغ بھی دیکھو

چاہے آنکھوں کی روشنی لے لو
آنسوؤں، آج رات بھر چمکو

آؤ اِک دوسرے کا غم بانٹیں
کچھ ہماری سنو کچھ اپنی کہو

کون جانے کہاں بچھڑ جائیں
راہ تاریک ہے قریب رہو

یہ زمین مدتوں کی پیاسی ہے
آنسوؤ دل پہ ٹوٹ کو برسو

وقت سو منصفوں کا منصف ہے
وقت آئے گا انتظار کرو

چشم مانگے ہے آج دل کا لہو
بدؔر صاحب کا کوئی شعر پڑھو

☆☆☆☆☆

بدؔر، دو آنکھیں بُہت ڈھونڈ رہی ہیں تم کو
چاند کی چودھویں تاریخ ہے، اوپر دیکھو

رات سوئی ہوئی رعنائیوں نے مجھ سے کہا
ہم تمہاری ہی غزل ہیں کبھی ہم کو بھی کہو

چاندنی رات میں کہہ جاتی ہے آہٹ جیسے
ہم بہت پاس ہیں آواز نہ دو، ہم کو سنو

جس سے اُمیدِ وفا ہوگی وہی دُکھ دے گا
بے وفا جان کے چاہو جسے اب چاہو

اُس کی قدرت میں نہیں رُک کے کوئی بات سنے
وقت آواز ہے آواز کو آواز نہ دو

منتظر کب سے ہیں اوراقِ کتاب ہستی
دل کا کچھ رنگ کرو نوک قلم کو چومو

ایک آواز بہت کافی ہے سوتے کے لئے
لوگ سمجھیں گے بنے لیٹے ہو اب جاگ پڑو

آج کمرے میں نہیں بیٹھنے والا موسم
برف گرنے کی خبر گرم ہے گھر سے نکلو

☆☆☆☆☆

کوئی جاتا یہاں سے، کوئی آتا ہے
یہ دیا اپنے اندھیرے میں گھٹا جاتا ہے

سب سمجھتے ہیں وہی رات کی قسمت ہوگا
جو ستارہ کہ بلندی پہ نظر آتا ہے

میں اسی کھوج میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہوں
کِس کا آنچل ہے جو کوہساروں پہ لہراتا ہے

میری آنکھوں میں ہے اک ابر کا ٹکڑا شاید
کوئی موسم ہو سرِ شام برس جاتا ہے

دے تسلی کوئی تو آنکھ چھلک اُٹھتی ہے
کوئی سمجھائے تو دل اور بھی بھر آتا ہے

☆☆☆☆☆

دُھوپ کھیتوں میں اتر کر زعفرانی ہوگئی
سرمئی اشجار کی پوشاک دھانی ہوگئی

جیسے جیسے عمر بھیگی سادہ پوشاک کی گئی
سوٹ پیلا، شرٹ نیلی، ٹائی دھانی ہوگئی

اس کی اُردو میں بھی اَب کوئی مغربی لہجہ ملا
کالے بادلوں کی رنگت زعفرانی ہوگئی

سانپ کے بوسے میں کیسا پیار تھا کہ فاختہ
پھڑ پھڑا کر اِک صدائے آسمانی ہوگئی

نرم ٹہنی دُھند کی یلغار کو سہتی ہوئی
شاخ کی بانہوں میں آ کر جاودانی ہوگئی

☆☆☆☆☆

اپنے پہاڑ، غیروں کے گل زار ہوگئے
یہ بھی ہماری راہ کی دیوار ہوگئے

پھل پک چکا ہے شاخ پہ گرمی کی دھوپ میں
ہم اپنے دل کی آگ میں تیار ہوگئے

ہم پہلے نرم پتّوں کی اک شاخ تھے مگر
کاٹے گئے ہیں اتنے کے تلوار ہوگئے

بازار میں بکی ہوئی چیزوں کی مانگ ہے
ہم اس لئے خود اپنے خریدار ہوگئے

تازہ لہو بھرا تھا سنہرے گلاب میں
انکار کرنے والے گنہگار ہوگئے

وہ سرکشوں کے پاؤں کی زنجیر تھے کبھی
اب بزدلوں کے ہاتھ میں تلوار ہوگئے

☆☆☆☆☆

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

تم نے دیکھا کدھر گئے تارے
کس کی آواز پر گئے تارے

یہ کہیں شہرِ آرزو تو نہیں
چلتے چلتے ٹھر گئے تارے

آج آثار صُبح سے پہلے
وادیوں میں اُتر گئے تارے

سہمے سہمے ، بُجھے بُجھے مغموم
سر جھکائے گزر گئے تارے

بدرؔ کچھ واں کی خبر بھی ہے تمہیں
آنچلوں پر بکھر گئے تارے

☆☆☆☆☆

الزام، بے وفائی کے، ان کو دے رہا ہوں
شک ہو رہا ہے مُجھ کو میں خود ہی بے وفا ہوں

ہر جسم گُل فروشاں اب مرکز نظر ہے
تم سے بچھڑ کے کتنا آوارہ ہو گیا ہوں

اس شام بے کسی میں دل کی خبر نہیں ہے
کب سے کہاں کہاں میں آواز دے رہا ہوں

بیتے ہوئے دنوں غم یاد آ گئے ہیں
اُن کو گلے لگا کر میں آج رو پڑا ہوں

اس لہجر خوشی میں افسانہ شب غم
کُچھ تم بھُولتے ہو کُچھ میں بھی بھُولتا ہوں

☆☆☆☆☆

مُسافر کے راستے بدلتے رہے
مقدّر میں چلنا تھا چلتے رہے

کوئی پھُول سا ہاتھ کاندھے پہ تھا
مرے ہاتھ شعلوں پہ چلتے رہے

مرے راستے میں اُجالا رہا
دیئے اس کی آنکھوں میں جلتے رہے

محبت ، عداوت ، وفا ، بے رُخی
کرائے کے گھر تھے بدلتے رہے

سُنا ہے انہیں بھی ہوا لگ گئی
ہواؤں کا رُخ جو بدلتے رہے

وہ کیا تھا جسے ہم نے ٹھکرا دیا
مگر عمر بھر ہاتھ ملتے رہے

☆☆☆☆☆

http://www.hallagulla.com/urdu/

تاروں کی چلمنوں سے کوئی جھانکتا بھی ہو
اس کائنات میں کوئی منظر نیا بھی ہو

اتنی سیاہ رات میں کس کو صدائیں دُوں
ایسا چراغ دے جو کبھی بولتا بھی ہو

درویش کوئی آئے تو آرام سے رہے
گھر بھی تیرے فقیر کا اتنا بڑا تو ہو

سارے پہاڑ کاٹ کے میں ملنے آؤں گا
ہاں میرے انتظار میں دربار کا بھی ہو

رنگوں کی کیا بہار ہے پتھر کے باغ میں
لیکن مری زمیں کا اک حصہ ہرا بھی ہو

☆☆☆☆☆

جگنو کوئی ستاروں کی محفل میں کھو گیا
اتنا نہ کر ملال جو ہونا تھا ہو گیا

پرودگار جانتا ہے تو دلوں کا حال
میں جی نہ پاؤں گا جو اسے کچھ ہو گیا

اب اس کو دیکھ کر نہیں دھڑکے گا میرا دل
کہنا کہ مجھ کو یہ بھی سبق یاد ہو گیا

بادل اٹھا تھا سب کو رلانے کے واسطے
آنچل بھگو گیا کہیں دامن بھگو گیا

اِک، لڑکی ایک لڑکے کے کاندھے پہ سوئی تھی
میں اُجلی دُھندلی یادوں کے کہرے میں کھو گیا

☆☆☆☆☆

سورج بھی بندھا ہوگا دیکھو مرے بازو میں
اس چاند کو بھی رکھنا سونے کے ترازو میں

اب ہم سے شرافت کی اُمید نہ کر دینا
پانی نہیں مل سکتا تپتی ہوئی، لو میں

تاریک سمندر کے سینے میں گُہر ڈھونڈو
جگنو بھی چمکتے ہیں برسات کے آنسو میں

سب دیر و حرم چھوٹے دل دار و صنم چھوٹے
ہم آ ہی گئے دنیا آخر تیرے جادو میں

خوابیدہ گلابوں پر یہ اُوس بچھی کیسے
احساس چمکتا ہے اسلوب کی خوشبو میں

☆☆☆☆☆

گلوں کی طرح ہم نے زندگی کو اس قدر جانا
کسی کی زُلف میں اِک رات سونا اور بکھر جانا

اگر ایسے گئے تو زندگی پر حرف آئے گا
ہواؤں سے لپٹنا تتلیوں کو چوم کر جانا

دُھنک کے رکھ دیا تھا بادلوں نے جن پرندوں نے
انہیں کِس نے سکھایا اپنے سائے سے بھی ڈر جانا

کہاں تک یہ دیا بیمار کمرے کی فضا بدلے
کبھی تم ایک مٹھی دُھوپ ان طاقتوں میں بھر جانا

اسی میں عافیت ہے گھر میں اپنے چین سے بیٹھو
کسی کی سمت جانا ہو تو رستے میں اُتر جانا

☆☆☆☆☆

کہاں آنکھوں کی یہ سوغات ہوگی
نئے لوگ ہوں گے نئی بات ہوگی

مسافر ہو تو تم بھی، مسافر ہیں ہم بھی
کسی موڑ پر پھر ملاقات ہوگی

صداؤں کو الفاظ ملنے نہ پائیں
نہ بادل گھریں کے نہ برسات ہوگی

چراغوں کو آنکھوں میں محفوظ رکھنا
بڑی دور تک رات ہی رات ہوگی

ازل سے اَبد تک سفر ہی سفر ہے
کہیں صبح ہو گی کہیں رات ہو گی

☆☆☆☆☆

سر سے چادر بدن سے قبا لے گئی
زندگی ہم فقیروں سے کیا لے گئی

میری مٹھی میں سوکھے ہوئے پھول ہیں
خوشبوؤں کو اُڑا کر ہوا لے گئی

میں سمندر کے سینے میں چٹان تھا
رات اِک موج آئی بہا لے گئی

ہم تو کاغذ تھے اشکوں سے بھیگے
کیوں چراغوں کو لوُ تک ہوا لے گئی

چاند نے رات مُجھ کو جگا کر کہا
ایک لڑکی تمہارا پتہ لے گئی

☆☆☆☆☆

سینے میں آگ، آگ میں آہن بھی چاہیئے
رم جھم برستا باتوں سے ساون بھی چاہیئے

تلوار توڑنے سے تلافی کہاں ہوئی
ان بزدلوں کے ہاتھ میں کنگن بھی چاہیئے

سینے میں آفتاب سا اِک دل ضرور ہو
ہر گھر میں ایک دھوپ کا آنگن بھی چاہیئے

بچوں کے ساتھ جھاڑیوں میں جگنو چاہیئے
دل کے معاملات میں بچپن بھی چاہیئے

ہم آدمی ہیں یا کوئی بے حس چٹان ہیں
دل میں کسی کے نام کی دھڑکن بھی چاہیئے

راہیں روایتوں کی اگر روندنے چلوں
سر پر مجھے بزرگوں کا دامن بھی چاہیئے

☆☆☆☆☆

رات کے سمندر میں ڈوب گئی شام
میرے بھی سپنے میں آئے مری شام

بادل تھے کمرے میں بکھرے پڑے
بستر پہ لیٹی تھی تھکی ہوئی شام

بند کیئے بیٹھے تھے یادوں کا گھر ہم
دروازہ کھول کر چلی گئی شام

سارے بدن کا تناؤ فضا میں
کسے کسے کپڑوں میں پھنسی پھنسی شام

تاروں کی آنکھوں میں کرنوں کے نیزے
سورج کے سینے میں چبھی ہوئی شام

تھکے تھکے پیڈل کے بیچ چلے سورج
گھر کی طرف لوٹی دفتر کی شام

☆☆☆☆☆

کوئی ہاتھ نہیں خالی ہے
بابا، یہ نگرانی کیسی ہے

کوئی کسی کا درد نہ جانے
سب کو اپنی اپنی پڑی ہے

اس کا بھی کچھ حق ہے آخر
اُس نے مُجھ سے نفرت کی ہے

پھول دوا جیسے مہکے ہیں
کسی بیمار کی صبح ہوئی ہے

کیسے کٹے گی تنہا تنہا
اتنی ساری عمر پڑی ہے

ہم دونوں کی خوب نبھے گی
میں بھی دُکھی ہوں وہ بھی دُکھی ہے

اب غم سے کیا ناطہ توڑیں
ظالم بچپن کا ساتھی ہے

دل کی خاموشی پہ نہ جاؤ
راکھ کے نیچے آگ دبی ہے

☆☆☆☆☆

گاؤں چھوڑا تو کئی آنکھوں میں کاجل پھیلا
شہر پہنچا تو کسی ماتھے پہ جھومر جھوما

زندگی تو نے مجھے مار لیا تھا لیکن
یہ تو میں تھا کہ ترے زندوں سے بہتر ہی جیا

اب ملے ہم تو کئی لوگ بچھڑ جائیں گے
انتظار اور کرو اگلے جنم تک میرا

وہ تو انساں تھی تری یاد کی محویت میں
در و دیوار کو سینے سے لگا کر چوما

آج کی شام دوبارہ نہ کبھی آئے گی
آج کی شام یہ مت سوچ کہ کل کیا ہوگا

دُکھ بھرا پیار سمندر کی طرح لامحدود
غمزدہ حسن، رواں پانی میں گھُلتا سونا

http://www.hallagulla.com/urdu/

میرے ہاتھوں سے کبھی چھوٹا تھا اِک آئینہ
عمر بھر جس کو مری آنکھوں نے پلکوں سے چنا

رات خاموشی دل چھا گئی جب دنیا پر
کوئی بولا تھا بہت پاس وہ تم تھے کہ خُدا

خُوب صُورت ہے بہت پیار کی خوش فہمی بھی
بند پلکوں کو تیرے ہونٹوں نے جیسے چوما

☆☆☆☆☆

وہ پیاسے جھونکے بہت پیاسے لوٹ جاتے ہیں
جو دُور دُور سے بادل اُڑا کے لاتے ہیں

کوئی لباس نہیں دل کی بے لباسی کا
اگرچہ روز نئی چادریں چڑھاتے ہیں

ستارہ بن کے بھٹکے ہیں ساری ساری رات
جو وعدہ کر کے وفا کرنا بھول جاتے ہیں

تیرا سکوت بھی اکثر تحیرّ نغمہ
خموش رہ کے بھی یہ ہونٹ گنگناتے ہیں

میں دن ہوں میری جبیں پر دُکھوں کا سُورج ہے
دیئے تو رات کی پلکوں پر جھلملاتے ہیں

گلاب سا وہ بدن کیا ہوائے درد میں تو
گھنے درخت کے جنگل میں سُوکھ جاتے ہیں

خوشا یہ قدر تو ہے اس اُداس نسل کے پاس
اُداس بھی جو نہ ہوں گے وہ لوگ آتے ہیں

☆☆☆☆☆

ہم سے مُسافروں کا سفر، انتظار ہے
سب کھڑکیوں کے سامنے لمبی قطار ہے

چمکیلی سبز آنکھیں بہت دُور جا سکیں
کن گھنٹیوں کا راستوں کو انتظار ہے

بانسوں کے جنگلوں میں وہی تیز بُو ملی
جن کا ہماری بستیوں میں کاروبار ہے

آواز پھڑ پھڑا کے وہیں دفن ہو گئی
سینے میں غالباً کوئی بجلی کا تار ہے

سُورج بریدہ سر ہے زمین کے شہید کا
یہ دُھوپ اس اس کے زرد بدن کی بہار ہے

کس روشنی کے شہر سے گزرے ہیں تیز رو
نیلے سمندروں پہ سنہرا غبار ہے

آئی ندا، وہ اُڑتے ستارے اِدھر مڑے
ان بدلیوں کے پیچھے کوہسار رہے

☆☆☆☆☆

سوئے شجر لرز اُٹھے جیسے کہ ڈر گئے
کُچھ چاندنی کے پھُول زمین پر بکھر گئے

شیشے کا تاج سر پہ رکھے آ رہی تھی رات
ٹکرائی ہم سے چاند ستارے بکھر گئے

وہ خشک ہونٹ ریت سے نم مانگتے رہے
جن کی تلاش میں کئی دریا گذر گئے

چاہا تھا میں نے چاند کی پلکوں کو چُوم لوں
ہونٹوں پہ میرے صبح کے تار بکھر گئے

میرے لبوں پہ چاند کی قاشیں لرز گئیں
آنکھوں سے دل میں کتنے سمندر اُتر گئے

جن پر لکھی ہوئی تھی محبّت کی داستاں
وہ چاک چاک پُرزے ہوا میں بکھر گئے

پایا جو مسکراتے ہُوئے کہہ اُٹھی بہار
جو زخم پچھلے سال لگائے تھے بھر گئے

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

پر لکھی ہوئی تھی محبّت کی داستاں
چاک چاک پرزے ہوا میں بکھر گئے

☆☆☆☆☆

سُورج مکھی کے گالوں پہ تازہ گلاب ہے
یہ میرا آفتاب، میرا ماہتاب

ہر تازہ، کپکپاتے ہُوئے ہونٹوں کی دُعا
یہ آسماں حمد وثنا کی کتاب ہے

بادل ہوا کی زد پہ برس کے بکھر گئے
اپنی جگہ چمکتا ہوا آفتاب ہے

چونکے تو یہ طلسم جہاں ٹوٹ جائے گا
عالم تمام حلقہ زنجیرِ خواب ہے

ناحق خیال کرتے ہو دُنیا کی بات کا
تم کو خراب جو کہے وہ خود خراب ہے

سب رشتے ٹوٹ جاتے ہیں برگِ بہار کے
اُڑنا ہوا کے دوش پہ کیسا عذاب ہے

☆☆☆☆☆

زمیں سے آنچ زمین توڑ کر نکلتی ہے
عجیب تشنگی ان بادلوں سے برستی ہے

ہمارے عہد میں نایاب ہے بچائے رہو
تمہاری آنکھ میں اِک چیز جو چمکتی ہے

سروں پہ دُھوپ کی گٹھری اُٹھائے پھرتے ہیں
دلوں میں جن کی بڑی سرد رات ہوتی ہے

کھڑے کھڑے میں سفر کر رہا ہوں برسوں سے
زمین پاؤں کے نیچے کہاں ٹھہرتی ہے

پگھل رہی ہیں چٹانیں نحیف بانہوں میں
بدن میں پیار کے کیسی عجیب گرمی ہے

ہوا کے آنکھ نہیں، ہاتھ اور پاؤں نہیں
اسی لئے وہ سبھی راستوں پہ چلتی ہے

☆☆☆☆☆

چل مسافر، چل بتیاں جلنے لگیں
آسمانی گھنٹیاں بجنے لگیں

کھِل رہا ہے شام کا گلاب
زرد سوکھی پتیاں جھڑنے لگیں

رات اِک تالاب کے آئینے میں
جھلملاتی کشتیاں چلنے لگیں

بند کر لو در، دریچے، کھڑکیاں
پھر ہوا میں سیٹیاں بجنے لگی

شاخ تھی کمزور شاید اس لئے
پتیوں پر پتیاں مرنے لگیں

دوڑتے ہیں پھول، بستوں کو دبائے
پاؤں پاؤں تتلیاں چلنے لگیں

☆☆☆☆☆

مجھے بھلائے کبھی یاد کر کے روئے بھی
وہ اپنے آپ کو بکھرائے اور پروئے بھی

شمار ہو نہ سکے ہم چمکنے والوں میں
بدن بھی ملتے رہے، روز کپڑے دُھوئے بھی

بہت غبار بھرا تھا دلوں میں دونوں کے
مگر وہ ایک ہی بستر پہ رات سوئے بھی

بہت دنوں سے نہائے نہیں آنگن میں
کبھی تو راہ کی بارش ہمیں بھگوئے بھی

یہ تم سے کس نے کہا رات سے میں ڈرتا ہوں
ضرور آئے مرے بازؤوں میں سوئے بھی

یقین جانیے احساس تک نہ ہوگا ہمیں
نسوں میں سوئیاں کوئی اگر چبھوئے بھی

☆☆☆☆☆

سبز پتے دُھوپ کی یہ آگ جب پی جائیں گے
اُجلے فر کے کوٹ پہنے ہلکے جاڑے آئیں گے

گیلے گیلے مندروں میں بال کھولے دیویاں
سوچتی ہیں ان کے سورج دیوتا کب آئیں گے

سُرخ، نیلے چاند تارے دوڑتے ہیں برف پر
کل ہماری طرح یہ بھی دھند میں کھو جائیں گے

دن میں دفتر کا قلم، ہل کی مشینیں سب ہیں ہم
رات آئے گی تو پلکوں پہ ستارے آئیں گے

شام تک کا میلہ ہے پاگل پیڑ پنچھی کس کے میت
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے

دل لے ان باغی فرشتوں کو سڑک پر جانے دو
بچ گئے تو شام تک گھر لوٹ کر آ جائیں گے

☆☆☆☆☆

ہر روز ہمیں ملنا ہر روز بچھڑنا ہے
میں رات کی پرچھائیں تو صبح کا چہرہ ہے

عالم کا یہ سب نقشہ بچوں کا گھروندا ہے
اِک ذرّے کے قصبے میں سہمی ہوئی دُنیا ہے

ان کے ہی اشاروں پر یہ رات ملی ہم کو
جن چاند سے چہروں کا سایہ بھی سنہرا ہے

سناٹے کی شاخوں پر کچھ زخمی پرندے ہیں
خاموشی بذاتِ خود آواز کا صحرا ہے

اِک گونج بھٹکتی ہے سنسان پہاڑوں میں
جب رات کے سینے میں دل میرا دھڑکتا ہے

کب جانے ہوا اس کو بکھرا دے فضاؤں میں
خاموش درختوں پر سہما ہوا نغمہ ہے

☆☆☆☆☆

ہوا میں ڈھونڈ رہی ہے کوئی صدا مجھ کو
پکارتا ہے پہاڑوں کا سلسلہ مجھ کو

میں آسماں و زمیں کی حدیں ملا دیتا
کوئی ستارہ اگر جھک کے چُومتا مُجھ کو

چپک گئے مرے تلووں سے پُھول شیشے کے
زمانہ کھینچ رہا تھا برہنہ پا مجھ کو

وہ شہسوار بڑا رحم دل تھا میرے لئے
بڑھا کے نیزہ زمیں سے اُٹھا لیا مجھ کو

مکاں، کھیت سبھی آگ کی لپیٹ میں تھے
سنہری گھاس میں اس نے چھپا دیا مجھ کو

تو ایک ہاتھ میں لے آگ ایک میں پانی
تمام رات ہوا میں جلا بجھاو مجھ کو

بس ایک رات میں سرسبز یہ زمین ہوئی
مرے خدا نے کہاں تک بچھا دیا مجھ کو

☆☆☆☆☆

پتھر کے جگر والوں، غم میں وہ روانی ہے
خود راہ بنا لے گا بہتا ہوا پانی ہے

اِک ذہن پریشان میں خوابِ غزستان ہے
پتھر کی حفاظت میں شیشے کی جوانی ہے

دل سے جو چھٹے بادل تو آنکھ میں ساون ہے
ٹھہرا ہوا دریا ہے بہتا ہوا پانی ہے

اے پیرِ خردمنداں دل کی بھی ضرورت ہے
یہ شہرِ غزالاں ہے یہ ملک جوانی ہے

غم وجہِ فگارِ دل غم قرارِ دل
آنسو کبھی شیشہ ہے آنسو کبھی پانی ہے

اس آسرا دل پر ہم نے بھی کفن پہنا
ہنس کر کوئی پوچھے گا کیا جان گنوانی ہے

دن تلخ حقائق کے صحراؤں کا سُورج ہے
شبِ گیسو افسانہ یادوں کی کہانی ہے

وہ مصرع آوارہ دیوانوں پہ بھاری ہے
جس میں تیرے گیسو کی بے ربط کہانی ہے

☆☆☆☆☆

ہمارے واسطے یہ چار دن کی شہرت کیا
وہ مل گیا تو کسی اور کی ضرورت کیا

کبھی کبھی تو محبت کا احترام کرو
وہ بے وفا ہے تو پھر بے وفا کی چاہت کیا

گلاب کس لئے لب کو سجائے سرخی سے
ہرن کی آنکھ میں کاجل کی ہے ضرورت کیا

خُدایا میری صدی میں بھی معجزہ کر دے
وہ پوچھتے ہیں کہ اس دور میں محبت کیا

میں اپنی خاک اٹھا کر کہاں کہاں گھوموں
ترے بغیر مری زندگی کی قیمت کیا

☆☆☆☆☆

دماغ بھی کوئی مصروف چھاپہ خانہ ہے
وہ شور، جیسے کہ اخبار چھپتا رہتا ہے

ہزاروں پتے زمین پر شہید ملتے ہیں
خزاں کی دھوپ میں نیزہ کوئی چمکتا ہے

زمین نے مانگ لیا آسماں نے چھین لیا
ہمارے پاس نہ اب جسم ہے نہ سایہ ہے

وہ بالکونی میں آئے تو راستہ رُک جائے
سڑک پہ چلنے لگے تو ہمارے جیسا ہے

جہاں پہ ملتی تھیں دو کرنیں اس شجر کے تلے
رضائی اوڑھے ہُوئے اِک فقیر بیٹھا ہے

☆☆☆☆☆

اپنی جگہ جمے ہے کہنے کو کہہ رہے تھے
سب لوگ ورنہ بہتے دریا میں بہہ رہے تھے

ایسا لگا کہ ہم تم کہرے میں چل رہے ہوں
دو پھول اونچی نیچی لہروں پہ بہہ رہے تھے

دل اُجلے پاک پھولوں سے بھر دیا تھا کس نے
اس دن ہماری آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے

اکثر شراب پی کر پڑھتی تھی وہ دُعائیں
ہم ایک ایسی لڑکی کے ساتھ رہ رہے تھے

اخبار میں تو ایسی کوئی خبر نہیں تھی
جھلسے مکان جھوٹے افسانے کہہ رہے تھے

☆☆☆☆☆

جب سحر چُپ ہو، ہنسا لو ہم کو
جب اندھیرا ہو جَلا لو ہم کو

ہم حقیقت ہیں، نظر آتے ہیں
داستانوں میں چھپا لو ہم کو

دن نہ پا جائے کہیں شب کا راز
صبح سے پہلے اُٹھا لو ہم کو

ہم زمانے کے ستائے ہیں بہت
اپنے سینے سے لگا لو ہم کو

وقت کے ہونٹ ہمیں چھو لیں گے
اَن کہے بول ہیں گا لو ہم کو

☆☆☆☆☆

شعلۂ گل، گلاب شعلہ کیا
آگ اور پُھول کا یہ رشتہ

تم مری زندگی ہو یہ سچ ہے
زندگی کا مگر بھروسہ کیا

کتنی صدیوں کی قسمتوں کا امیں
کوئی سمجھے بساطِ لمحہ کیا

جو نہ آداب دُشمنی جانے
دوستی کا اُسے سلیقہ کیا

جب کمر باندھ لی سفر کے لئے
دھوپ کیا مینھ کیا ہے سایہ کیا

سب ہیں کردار اِک کہانی کے
ورنہ شیطان کیا فرشتہ کیا

جان کر ہم بشیرؔ بدر ہوئے
اس میں تقدیر کا نوشتہ کیا

☆☆☆☆☆

جب تک نگارِ دشت کا سینہ دُکھا نہ تھا
صحرا میں کوئی لالہ صحرا کھلا نہ تھا

دو جھیلیں اُس کی آنکھوں میں لہرا کے سو گئیں
اس وقت میری عمر کا دریا چڑھا نہ تھا

جاگی نہ تھیں نسوں میں تمنا کی ناگنیں
اِس گندمی شراب کو جب تک چکھا نہ تھا

اِک بے وفا کے سامنے آنسو بہاتے ہم؟
اتنا ہماری آنکھ کا پانی مرا نہ تھا

دو کالے ہونٹ، جام سمجھ کے چڑھا گئے
وہ آب جس سے میں نے وضو تک کیا نہ تھا

وہ کالی آنکھیں شہر میں مشہور تھیں بہت
تب ان پہ موٹے شیشوں کا چشمہ چڑھا نہ تھا

میں صاحبِ غزل تھا حسینوں کی بزم میں
سر پہ گھنیرے بال تھے ماتھا کُھلا نہ تھا

☆☆☆☆☆

لہو پکارتا ہے روشنی کے پیکر دے
زمینیں چیخ رہی ہیں ہمیں پیمبر دے

یہ آب سیدھا چلا جا رہا ہے بڑھتا ہوا
کوئی چٹان بنے سینہ سامنے کر دے

کہاں سے ذہن میں اِک دم مرے خیال آیا
گلاس خالی ہے اس میں کوئی لہو بھر دے

ذرا سا ہے مگر اس میں ایک صحرا ہے
اس طرح مری آواز کو سمندر دے

تمام تاروں کو چھوتا ہوا گزر جاؤں
کمان بن کے مجھے تیر سا رواں کر دے

اندھیرے کمرے میں سب لوگ اب برہنہ ہیں
کسی کا ہاتھ بڑھے اور روشنی کر دے

کُھلے سے لان میں سب لوگ بیٹھیں چائے پیئیں
دُعا کرو کہ خُدا ہم کو آدمی کر دے

☆☆☆☆☆

کسے خبر تھی تجھے اس سجاؤں گا
زمانہ دیکھے گا اور میں نہ دیکھ پاؤں گا

حیات و موت فراق و وصال سب یکجا
میں ایک رات میں کتنے دیے جلاؤں گا

پلا بڑھا ہوں ابھی تک انہیں اندھیروں میں
میں تیز دُھوپ سے کیسے نظر ملاؤں گا

http://www.hallagulla.com/urdu/

مرے مزاج کی یہ مادرانہ فطرت ہے
سویرے ساری اذیت میں بھول جاؤ گا

تم ایک پیڑ سے وابستہ ہو مگر میں تو
ہوا کے ساتھ بہت دُور دُور جاوٗں گا

مرا یہ عہد ہے آج شام ہونے تک
جہاں سے رزق لکھا ہے وہیں سے لاوٗں گا

☆☆☆☆☆

سُورج مکھی کے گالوں پہ تازہ گلاب ہے
یہ میرا آفتاب، مرا ماہتاب ہے

ہر تارہ، کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کی دُعا
یہ آسماں، حمد وثناء کی کتاب ہے

بادل ہوا کی زد پہ برس کے بکھر گئے
اپنی جگہ چمکتا ہوا آفتاب ہے

چونکے تو یہ طلسم جہاں ٹوٹ جائے گا
عالم تمام حلقہ زنجیرِ خواب ہے

ناحق خیال کرتے ہو دُنیا کی بات کا
تم کو خراب جو کہے وہ خود خراب ہے

سب رشتے ٹوٹ جاتے ہیں برگِ بہار کے
اُڑنا ہوا کے دوش پہ کیسا عذاب ہے

☆☆☆☆☆

خفتہ شجر لرز اُٹھے جیسے کہ ڈر گئے
کُچھ چاندنی کے پُھول زمین پر بکھر گئے

شیشے کا تاج سر پہ رکھے آ رہی تھی رات
ٹکرائی ہم سے چاند ستارے بکھر گئے

وہ خشک ہونٹ، ریت سے نم مانگتے رہے
جس کی تلاش میں کئی دریا گزر گئے

چاہا تھا میں نے چاند کی پلکوں کو چُوم لوں
ہونٹوں پہ میرے صبح کے تارے بکھر گئے

میرے لبوں پہ چاند کی قاشیں لرز گئیں
آنکھوں پہ جیسے رات کے گیسو بکھر گئے

تلوؤں میں نرم دُھوپ نے جب گدگدی سی کی
پلکوں پہ سوئے چاندنی کے خواب ڈر گئے

ساحل پہ رُک گئے تھے ذرا دیر کے لئے
آنکھوں سے دل میں کتنے سمندر اُتر گئے

☆☆☆☆☆

http://www.hallagulla.com/urdu/

اب ہے ٹوٹا سا دل خود سے بیزار سا
اس حویلی میں لگتا تھا دربار سا

اس طرح ساتھ نبھنا ہے دُشوار سا
میں بھی تلوار سا تو بھی تلوار سا

خُوب صُورت سی پاؤں میں زنجیر ہو
گھر میں بیٹھا رہوں میں گرفتار سا

گڑیا گڑے کو بیچا خریدا گیا
گھر سجایا گیا رات بازار سا

شام تک کتنے ہاتھوں سے گزروں گا میں
چائے خانوں میں اُردو کے اخبار سا

میں فرشتوں کی محبّت کے لائق نہیں
ہمسفر کوئی ہوتا گنہ گار سا

بات کیا ہے کہ مشہور لوگوں کے گھر
موت کا سوگ ہوتا ہے تیوہار سا

زینہ زینہ اُترتا ہوا آئینہ
اُس کا لہجہ انوکھا کھنکھدار سا

وہ علی گڑھ کی شامیں کہاں کھو گئیں
اب وہ شاعر کہاں ہے طرح دار سا

☆☆☆☆☆

خوشبو کی طرح آیا وہ تیز ہواؤں میں
مانگا تھا جسے ہم نے دن رات دعاؤں میں

تم چھت پہ نہیں آئے میں گھر سے نہیں نکلا
یہ چاند بہت بھٹکا ساون کی گھٹاؤں میں

اس شہر میں اِک لڑکی بالکل ہے جیسی
بجلی سی گھٹاؤں میں خوشبو سی ہواؤں میں

موسم کا اشارہ ہے خوش رہنے دو بچوں کو
معصُوم محبّت ہے پھُولوں کی خطاؤں میں

ہم چاند ستاروں کی راہوں کے مسافر ہیں
ہر رات چمکتے ہیں تاریک خلاؤں میں

بھگوان ہی بھیجیں گے چاول سے بھری تھالی
مظلوم پرندوں کی معصوم پہلوؤں میں

دادا بڑے بھولے تھے سب سے یہ ہی کہتے تھے
کچھ زہر بھی ہوتا ہے انگریزی دواؤں میں

☆☆☆☆☆

http://www.hallagulla.com/urdu/

شبنم ہوں، سُرخ پھُولوں پہ بکھرا ہوا ہوں میں
دل موم، اور دُھوپ میں بیٹھا ہوا ہوں میں

کچھ دیر بعد راکھ ملے گی تمہیں یہاں
لوبن کے اس چراغ سے لپٹا ہوا ہوں میں

دُنیا ہے بے پناہ تو بھر پور زندگی
ساحل کے پاس دُھوپ میں لیٹا ہوا ہوں میں

دو سخت خشک روٹیاں کب سے لئے ہوئے
پانی کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہُوں میں

لادی اُٹھا کے گھاٹ پہ جانے لگے ہرن
کیسے عجیب دور میں پیدا ہوا ہوں میں

بہتر ہوں لوٹ جاؤں میں اپنی زمین پر
کس آس پر خلاؤں میں لٹکا ہوا ہوں میں

نس نس میں پھیل جاؤں گا بیمار رات کی
پلکوں پہ آج شام سے سمٹا ہوا ہوں میں

اوراق میں چھپاتی تھی اکثر وہ تتلیاں
شاید کسی کتاب میں رکھا ہوا ہوں میں

☆☆☆☆☆

سائے اُترے، پنچھی لوٹے، بادل بھی چھانے والا ہے
لیکن میں وہ ٹوٹا تارا جو گھر سے جانے والا ہے

پھر صُبح ہوئی آنکھیں کھولیں، کپڑے بدلیں فیتے باندھیں
اس شہر کے بارے میں سوچیں جو شہر اب آنے والا ہے

کل شب اک ویران مسجد میں اس نے میرے آنسو پُونچھے
جو ہم سب کی سوکھی شاخوں پر پھُول کھلانے والا ہے

جگنو چمکے تو میں چونکوں، تارا نکلے تو میں سہموں
جیسے ہر کوئی میرے ہی گھر آگ لگانے والا ہے

جس چھپر کے نیچے گاؤں کے بُوڑھے حقہ پیتے ہیں
اس چھت کے ایک پاگل لڑکا اب آگ لگانے والا ہے

جس آئینے کو برسوں میں تم رکھے پھرتے تھے ٹوٹ گیا
یہ دُھوپ کا شیشہ آنکھوں پر نیزے چمکانے والا ہے

☆☆☆☆☆

چاند کا ٹکڑا نہ سورج کا نمائندہ ہوں
میں نہ اس بات پہ نازاں ہوں نہ شرمندہ ہوں

دفن ہو جائے گا جو سیکڑوں من مٹی میں
غالباً میں بھی اسی شہر کا باشندہ ہوں

زندگی تو مجھے پہچان نہ پائی لیکن
لوگ کہتے ہیں کہ میں تیرا نمائندہ ہوں

تن پہ کپڑے ہیں قدامت کی علامت اور میں
سر برہنہ یہاں آجانے پہ شرمندہ ہوں

واقعی اس طرح میں نے کبھی سوچا ہی نہیں
کون ہے اپنا یہاں کس کے لئے زندہ ہوں

☆☆☆☆☆

قدم جمانا ہے اور سب کے ساتھ چلنا بھی
ہم اپنی راہ کے پتھر ہیں اور دریا بھی

مگر جو فاصلہ پہلے تھا اور بڑھتا گیا
میں اُس کے پاس گیا وہ اِدھر سے گذرا بھی

بہت ذہین و زمانہ شناس تھا لیکن
وہ رات بچوں کی صُورت لپٹ کے رویا بھی

یہ خشک شاخ نہ سَر سبز ہو سکی اُس نے
مُجھے گلے سے لگایا پلک سے چُوما بھی

چراغ جلنے سے پہلے ہمیں پہنچنا ہے
ڈھکے ہوئے ہے پہاڑوں کو آج کُہرا بھی

http://www.hallagulla.com/urdu/

ہزاروں میل کا منظر ہے اس نگینے میں
ذرا سا آدمی دریا ہے اور صَحرا بھی

وہی شرارہ کہ جس سے جھلس گئیں پلکیں
ستارہ بن کے مری رات میں وہ چمکا بھی

اثر وہی ہوا آخر اگرچہ پہلے پہل
ہوا کا ہاتھ گلوں کے بدن پہ پھسلا بھی

انہیں تو حفظ تھے سب اپنے لوگ نام بنام
ہمیں کو یاد نہ آیا کسی کا چہرہ بھی

☆☆☆☆☆

یاد اب خود کو آ رہے ہیں ہم
کچھ دنوں تک خُدا رہے ہیں ہم

آرزوؤں کے سُرخ پھُولوں سے
دل کی بستی سجا رہے ہیں ہم

آج تو اپنی خامشی میں بھی
تیری آواز پا رہے ہیں ہم

بات کیا ہے کہ پھر زمانے کو
یاد رہ رہ کے آ رہے ہیں ہم

ہر بے زبان گُل میں چہکنے لگے ہیں ہم
دولت گئی تو اور مہکنے لگے ہیں ہم

مٹی کی باس اپنے بدن کی اسیر تھی
یہ تیرا قُرب ہے کہ مہکنے لگے ہیں ہم

دُنیا سمجھ رہی تھی کہ اب راکھ ہو چکے
کیسی ہوا چلا دی، دہکنے لگے ہیں ہم

جن کی زبانیں کٹ گئیں پھُولوں کے نام پر
ان بُلبلوں کی طرح چہکنے لگے ہیں ہم

☆☆☆☆☆

ہمہ وقت رنج وملال کیا جو گزر گیا سو گزر گیا
اسے یاد کر کے نہ دل دکھا جو گزر گیا سو گزر گیا

نہ گلہ کیا، نہ خفا ہوئے یونہی راستے میں فدا ہوئے
نہ تو بے وفا نہ میں بے وفا، جو گزر گیا سو گزر گیا

وہ غزل کی اِک کتاب تھا وہ گلوں میں اِک گلاب تھا
ذرا دیر کا کوئی خواب تھا، جو گزر گیا سو گزر گیا

مجھے پت جھڑوں کی کہانیاں نہ سنا سنا کے اُداس کر
تو خزاں کا پھول ہے مسکرا، جو گزر گیا سو گزر گیا

وہ اُداس دُھوپ سمیٹ کر کہیں وادیوں میں اتر چکا
اسے اب نہ دے مرے دل صدا، جو گزر گیا سو گزر گیا

یہ سفر بھی کتنا طویل ہے یہاں وقت کتنا قلیل ہے
کہاں لوٹ کر کوئی آئے گا، جو گزر گیا سو گزر گیا

وہ وفائیں تھیں کہ جفائیں تھیں نہ یہ سوچ کس کی خطائیں تھیں
وہ ترا ہے اس کو گلے لگا، جو گزر گیا سو گزر گیا

کوئی فرق شاہ گدا نہیں کہ یہاں کسی بقا نہیں
یہ اُجاڑ محلوں کی سُن صدا، جو گزر گیا سو گزر گیا

تجھے اعتبار و یقین نہیں، نہیں دُنیا اتنی بُری نہیں
نہ ملال کر مرے ساتھ آ، جو رگز گیا سو گزر گیا

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People